سوال

(441) سودی اور حلال دونوں کاروبار کرنے والے کی دعوت قبول کرنا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ دعوت قبول کرنا اسی شخص کے یہاں، جومال سود کا بھی کسب کرتا ہے اور مال تجارت وغیرہ سے بھی کسب کرتا ہے، درست ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

صورت مسئولہ میں دعوت قبول کرنا ایسے شخص کے یہاں ہرگز جائز نہیں، خاص کر عالم دیندار کو کئی وجہ سے۔ ایک تو یہ کہ ایسے لوگ بدلیل شرعی فاسق ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت قبول کرنے فاسقوں کے یہاں سے منع فرمایا ہے، جیسا کہ مشکاۃ میں بروایت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ثابت ہوا:

"عن عمران بن حصین قال: نهیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اجابة طعام الفاسقین"[1]

(عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاسقوں کے کھانے کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا ہے)

دوسرے یہ کہ اس کا مال مشتبہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا کہ حرام سے بچنے کی تاکید فرمائی، ویسا ہی مشتبہات سے بھی بچنے کی تاکید فرمائی، جیسا کہ امام بخاری رحمة اللہ علیہ نے نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے:

"عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهم عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: وَأَهْوَى النُّعْمَانُ بِإِصْبَعَيْهِ إِلَى أُذُنَيْهِ! إِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ، وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ، كَالرَّاعِي يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يَرْتَعَ فِيهِ، أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، أَلَا وَإِنَّ حِمَى اللَّهِ مَحَارِمُهُ، أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ))[2]

"نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حلال واضح ہے اور حرام (بھی) واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ شبہے والی چیزیں ہیں، جن سے اکثر لوگ واقف نہیں ہیں تو جس نے شبہے والے چیزوں سے اجتناب کیا، اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو بچالیا اور جو کوئی شبہے والی چیزوں میں مبتلا ہوگیا، وہ حرام میں مبتلا ہوجائے گا، جیسے ممنوعہ چراگاہ کے اردگرد بکریاں چرانے والا، ہوسکتا ہے کہ (نادانستہ طور پر) اسکے اندر (جانور) چرالے (اور اس طرح مجرم قرار پائے) خبردار! ہر بادشاہ

کی ایک ممنوعہ چراگاہ ہوتی ہے (جس میں عام لوگوں کے جانوروں کا داخلہ ممنوع ہوتا ہے) خبردار!اللہ تعالیٰ کی ممنوعہ چراگاہ سے مراد اس کی حرام کردہ چیزیں (اور کام) ہیں۔ سن لو!جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے،اگر وہ صحیح ہو تو سارا جسم صحیح ہوتا ہے اور اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ سنو!وہ دل ہے۔''

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں حدیث عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لایا ہے اور وہ یہ ہے :

"عن عدي بن حاتم قال : سالت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن المعراض فقال : اذا اصاب بحدہ فکل واذا اصاب بعرضہ فلاتا کل فانہ وقیذ قلت : یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !ارسل کلبی واسمی فاجد معہ علی الصید کلبا آخر لم اسم علیہ ولاادري ایھما اخذ؟ قال : لاتا کل انما سمیت علی کلبک ولم تسم علی الآخر"[3] انتہی

''عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھالے سے شکار کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ''اگر وہ دھار کی طرف سے لگا ہو تو کھا لو اور اگر موٹائی کی طرف سے لگا ہو تو مت کھاؤ، بلاشبہ وہ چوٹ زدہ ہوگا۔ میں نے عرض کی : اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم !میں اپنا کتا چھوڑتا ہوں اور اللہ کا نام لیتا ہوں تو پھر میں شکار پر اس کے ساتھ ایک اور کتا بھی دیکھتا ہوں، جس پر میں نے اللہ کا نام نہیں لیا اور مجھے یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ ان دونوں میں سے کس نے شکار کو پکڑا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : مت کھاؤ، کیونکہ تم نے اپنے کتے پر اللہ کا نام لیا ہے دوسرے کتے پر اللہ کا نام نہیں لیا۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن بن علی سے روایت کیا ہے :

"عن الحسین بن علی قال : حفظت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ((دع ما یریبک الی مالا یریبک)) ہکذا فی البخاري تعلیقا"[4]

''حسن بن علی سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ الفاظ یاد کیے : جو چیز تجھے شک میں ڈال دے، اسے چھوڑ دو اور شک سے پاک چیز اختیار کرو''

امام نووی ریاض الصالحین میں فرماتے ہیں :

"معناہ : اترک ما تشک فیہ واعدل الی مالا تشک فیہ"[5] انتہی

''اس کا معنی یہ ہے کہ جس چیز میں تمھیں شک ہو، اس کو چھوڑ دو اور اس چیز کو اختیار کر لو، جس میں تمھیں شک نہ ہو''

نیز امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے :

"عن انس رضی اللہ عنہ قال مر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بتمر مسقوطۃ فقال : ((لولا ان یکون صدقۃ لا کلتہا)) وقال ہمام عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : ((اجد تمرۃ ساقطۃ علی فراشی))[6] انتہی

''انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک گری ہوئی کھجور کے پاس سے گزر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اگر(مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ) یہ صدقے کی ہوگی تو میں اسے کھا لیتا۔ ہمام نے ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ سے، انھوں نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : میں اپنے بستر پر ایک کھجور گری ہوئی پاتا ہوں تو کھانے لگتا ہوں، لیکن پھر یہ سوچ کر چھوڑ دیتا ہوں کہ کہیں وہ صدقہ نہ ہو''

حاصل ان عبارات مذکورہ کا یہ ہے کہ دعوت مسئولہ جائز نہیں، اس لیے کہ مشتبہات سے بچنے کی کمال تاکید آئی ہے، جیسا کہ احادیث مذکورہ دلالت کرتی ہیں اس پر، پس مشتبہات سے بچنا اور دوسروں کو بچانا ہر مسلمان پر فرض اور واجب ہے، اس واسطے کہ جب آدمی مشتبہات میں واقع ہوا، لا محالہ حرام میں واقع ہوا، جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث دلالت کرتی ہے اور انھیں شبہات سے بچنے کا نام زہد وورع ہے، جیسا کہ کہا گیا ہے :

"الورع ترک الحلال خوفا من الوقوع في الشبهات والزہد ترک الشبہات خوفا من الحرام وقد یقال : الزہد الاعراض عن الدنیا"[7] والتفصیل فی احیاء العلوم"

"شبہے والی چیزوں میں ملوث ہونے کے ڈر سے حلال کو ترک کرنا ورع اور حرام میں واقع ہونے کے خوف سے شبہات کا چھوڑنا زہد کہلاتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ دنیا سے اعراض واجتناب کرنے کا نام زہد ہے۔

اس کی تفصیل "احیاء العلوم" میں ہے۔

اس زمانے میں کسب سود کا اس کثرت سے درمیان مسلمانوں کے پھیل رہا ہے کہ جس (کی) انتہا نہیں الابعض شخص، ورنہ ہر شخص کسی نہ کسی طرح سے مبتلا ہے۔ کیونکہ نہ ہو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

"((لیاتین علی الناس زمان لا یبقیٰ احد الا اکل الربا وان لم یاکلہ اصابہ من بخارہ ویروي من غبارہ))[8] اخرجہ ابوداود وغیرہ

''لوگوں پر ضرور ایسا زمانہ آئے گا، جس میں کوئی شخص سود کھائے بغیر نہیں رہے گا، جو شخص سود نہیں کھائے گا، اسے بھی اس کا گرد وغبار تو پہنچ ہی جائے گا''

ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکاۃ میں "من بخارہ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں :

"والمراد من بخارہ اثرہ وذلک بان یکون موکلا او شاہدا او کاتبا او ساعیا او اکل من ضیافتہ او ہدیتہ "[9] ہکذا فی اللمعات للشیخ عبد الحق الدہلوي"

''اس کے گرد وغبار سے مراد اس کا اثر ہے۔ وہ ایسے کہ وہ کھلانے والا یا گواہی دینے والا یا لکھنے والا یا کوشش کرنے والا یا اس کی ضیافت سے یا اس کے ہدیے سے کھانے والا ہوگا''

جو فقہ کی کتابوں میں مرقوم ہے۔ کہ جب مال اس کا اکثر حلال کا ہو اور کم حرام کا ہو تو دعوت کھانا جائز ہے، اس کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی، اس لیے کہ جب ہم سب مامور ہیں کہ مشتبہات سے اجتناب کریں تو خواہ مال اس کا حرام کا زیادہ ہو یا نہ ہو تو ہر طرح سے مشتبہ رہے گا۔ ہاں اس قدر البتہ ہے کہ جب مال حرام کا اکثر ہوگا تو زیادہ تر مشتبہ رہے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدوں قید اس کی مشتبہات سے بچنے کا حکم فرمایا ہے۔ کہیں حدیث شریف میں اس کی تصریح نہیں آئی ہے کہ جب مال حرام کا زیادہ نہ ہو تو دعوت قبول کرنا جائز ہے۔ واذلیس فلیس۔

پس یہ قول مقابل ان نصوص کے متروک ہوا اور اگر مان بھی لیا جائے، تب بھی اجتناب اس دعوت سے افضل ہے اجابت سے اور اسی کا نام تقویٰ ہے، چنانچہ صراحتاً اس باب میں حدیث وارد ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

"لایبلغ العبد ان یکون من المتقین حتی یدع مالا باس بہ حذرا لما بہ باس" (رواہ الترمذي عن عطیۃ السعدي الصحابي وقال : حدیث حسن "[10]

''بندہ تقوے کے (بلند) مقام تک نہیں پہنچتا، حتی کہ حرج والی چیز سے بچنے کے لیے وہ چیز بھی چھوڑ دے، جس میں حرج نہیں ہے (لیکن شک ہے کہ شاید منع ہو)''

تیسرے یہ کہ شرک وبدعت کے بعد سود کا لینا اور دینا سب گناہوں سے زیادہ ترقبیح اور بد ہے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے ساتھ لڑائی کرنے کا وعدہ فرماتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ ایک مقام پر ارشاد فرماتا ہے :

فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ... ٢٧٩ ... سورة البقرة

''پھر اگر تم نے یہ نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے بڑی جنگ کا اعلان سن لو''

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں :

"الرِّبَا سَبْعُونَ حُوبًا أَيْسَرُهَا أَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ أُمَّهُ "[11]

''سود کے ستر گناہ ہیں، جن میں سے سب سے ہلکا (درجہ) اس قدر ہے، جیسے کوئی شخص اپنی ماں سے نکاح کرے''

نیز ارشاد فرماتے ہیں :

"لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آكِلَ الرِّبَا، وَمُؤْكِلَهُ، وَكَاتِبَهُ، وَشَاهِدَيْهِ "[12]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، سود کھلانے والے، اس پر گواہ بننے والے اور اس کی تحریر لکھنے والے پر لعنت فرمائی ہے''

غرض کہ سود سے بڑھ کر کوئی گناہ بعد شرک وبدعت کے نہیں معلوم ہوتا اور انواع واقسام کے عذاب اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے لیے مقرر رکھا ہے، پس ایسے لوگوں سے محبت رکھنا ہرگز نہ چاہیے اور دعوت قبول نہ کرنا چاہیے۔

"قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم : ((المرء مع من احب))[13]

''آدمی اس کے ساتھ ہوگا، جس سے اسے محبت ہوگی''

نیز فرمایا ہے :

"مَنْ أَحَبَّ فِي اللهِ وَأَبْغَضَ فِي اللهِ وَأَعْطَى لِلهِ وَمَنَعَ لِلهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الإِيمَانَ "[14]

''جس شخص نے اللہ کے لیے محبت کی، اللہ کی رضا کی خاطر بغض رکھا، اللہ کی خاطر عطا کیا اور اللہ کے لیے روک لیا تو اس نے ایمان مکمل کرلیا''

پس مسلمانوں پر لازم ہے کہ دعوت کھانی ایسے لوگوں کے یہاں سے پرہیز کریں۔ خاص کر عالم دین ہرگز ایسی دعوت قبول نہ کرے۔

"لان ذلک شین الدین وفتح باب المعصیۃ علی المسلمین"

''اس لیے کہ یہ دین میں ایک عیب ہے اور اس سے مسلمانوں پر معصیت ونافرمانی کا دروازہ کھل جاتا ہے''

بلکہ عالم کو چاہیے کہ اس شخص کو ایسے فعل سے روکے اور اگر مان جائے تو بہتر، ورنہ اس سے اجتناب اور کنارہ کشی کرے اور باہم کھانا اور پینا چھوڑ دے :

"عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : "إن أول ما دخل النقص فی بنی إسرائیل أنہ کان الرجل یلقی الرجل فیقول : یاہذا اتق اللہ ودع ما تصنع فإنہ لا یحل لک ثم یلقاہ من الغد وہو علی حالہ فلا یمنعہ ذلک من أن یکون أکیلہ وشریبہ وقعیدہ فلما فعلوا ذلک ضرب اللہ قلوب بعضہم ببعض " ثم قال : لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرٰءِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ داو دَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ۷۸ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۷۹ تَرَىٰ كَثِيرًا مِنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنْفُسُهُمْ أَنْ سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ ۸۰ وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلَٰكِنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ فَاسِقُونَ ۸۱ [المائدۃ-] ثم قال : "کلا واللہ لتأمرن بالمعروف ولتنہون عن المنکر ولتأخذن علی ید الظالم ولتأطرنہ علی الحق أطرا ولتقصرنہ علی الحق قصرا أو لیضربن اللہ بقلوب بعضکم علی بعض ثم لیلعنکم کما لعنہم "[15]رواہ أبو داود والترمذي وقال : حدیث حسن.

''عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : پہلا پہلا نقص اور عیب جو بنی اسرائیل میں داخل ہوا، یہ تھا کہ ان میں سے کوئی دوسرے سے ملتا تواسے کہتا تھا : ارے! اللہ سے ڈرو اور جو کررہے ہو باز آجاؤ، یہ تمہارے لیے حلال نہیں۔ پھر اگلے دن ملتا اور وہ اپنی حالت پر ہی ہوتا تو یہ اس کے لیے اس کا ہم نوالہ، ہم پیالہ اور ہم مجلس ہونے میں کوئی رکاوٹ نہ ہوتی تھی۔ جب ان کا یہ حال ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کوایک دوسرے پر دے مارا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات پڑھیں :

_ لُعِنَ الَّذينَ كَفَروا مِن بَنى إِسرٰ‌ءيلَ عَلىٰ لِسانِ داوۥدَ وَعيسَى ابنِ مَريَمَ ذٰلِكَ بِما عَصَوا وَكانوا يَعتَدونَ [٧٨] كانوا لا يَتَناهَونَ عَن مُنكَرٍ‌ فَعَلوهُ لَبِئسَ ما كانوا يَفعَلونَ [٧٩] تَرىٰ كَثيرً‌ا مِنهُم يَتَوَلَّونَ الَّذينَ كَفَر‌وا لَبِئسَ ما قَدَّمَت لَهُم أَنفُسُهُم أَن سَخِطَ اللَّهُ عَلَيهِم وَفِى العَذابِ هُم خـٰلِدونَ [٨٠] وَلَو كانوا يُؤمِنونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِىِّ وَما أُنزِلَ إِلَيهِ مَا اتَّخَذوهُم أَولِياءَ وَلـٰكِنَّ كَثيرً‌ا مِنهُم فـٰسِقونَ [٨١] ... سورة المائدة

''وہ لوگ جنھوں نے بنی اسرائیل میں سے کفر کیا ان پر داود اور مسیح ابن مریم کی زبان پر لعنت کی گئی۔ یہ اس لیے کہ انھوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے گزرتے تھے۔ وہ ایک دوسرے کوکسی برائی سے، جوانھوں نے کی ہوتی، روکتے نہ تھے، بے شک برا ہے، جو وہ کیا کرتے تھے۔ توان میں سے بہت سوں کو دیکھے گا، وہ ان لوگوں سے دوستی رکھتے ہیں، جنھوں نے کفر کیا۔ یقیناً بُرا ہے، جوان کے نفسوں نے ان کے لیے آگے بھیجا کہ اللہ ان پر غصے ہوگیا اور عذاب ہی میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اور اگر وہ اللہ اور نبیؐ پر اور اس پر ایمان رکھتے ہوتے، جواس کی طرف نازل کیا گیا ہے تو انھیں دوست نہ بناتے اور لیکن ان میں سے بہت سے نافرمان ہیں۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : خبردار! اللہ کی قسم! تمھیں بالضرور نیکی کا حکم کرنا ہوگا، برائی سے روکنا ہوگا، ظالم کا ہاتھ پکڑنا ہوگا اور اسے حق پر لوٹانا اور حق کا پابند کرنا ہوگا یا پھر ضرور اللہ تعالی تمہارے دلوں کوایک دوسرے پر دے مارے گا، پھر تم پر ویسے ہی لعنت کرے گا، جس طرح اس نے ان پر لعنت کی''

اس حدیث کوابوداود اور ترمذی نے روایت کیا اور یہ لفظ ابوداود کا ہے اور لفظ ترمذی کے یہ ہیں :

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :

"لما وقعت بنواسرائیل فی المعاصی نہتم علماؤہم فلم ینتہوا فجالسوہم فی مجالسہم وواکلوہم وشاربوہم فضرب اللہ قلوب بعضہم ببعض, ولعنہم علی لسان داود وعیسی ابن مریم ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون"

فجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان متکئا فقال :

"لاوالذي نفسی بیدہ حتی تأطروہم علی الحق أطرا[16]". رواہ الترمذي وقال : حدیث حسن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ''جب بنواسرائیل نافرمانیوں میں مبتلا ہوئے توان کوان کے علماء نے منع کیا، مگروہ باز نہ آئے توپھر وہ (علماء) خود بھی ان کے ہم مجلس، ہم نوالہ اور ہم پیالہ بن گئے۔ پھر اللہ تعالی نے ان کے دلوں کوایک دوسرے کے اوپر دے مارا اور داود علیہ السلام اور عیسی ابن مریم علیہ السلام کی زبان پر لعنت کی، اس وجہ سے کہ انھوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے تجاوز کرنے والے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارشاد فرماتے وقت تک ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے ہوکر بیٹھ گئے اور فرمایا : نہیں، قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! (تم بھی ان کی طرح ہونے سے نہیں بچ سکو گے) حتی کہ تم ان کو حق پر لوٹاؤ اوران کواس کا پابند کرو''

(حررہ الراجي الی رحمۃ ربہ الغنی ابوالمکارم محمد علی صانہ اللہ عن شر کل غبی وغوي)

---

[1] المعجم الکبیر (١٨/١٦٨) شعب الایمان (٥/٦٨) مشکاۃ المصابیح (٢/٢٣٢) اس کی سند سخت ضعیف ہے۔ دیکھیں : السلسلۃ الضعیفۃ، رقم الحدیث (٥٢٢٩)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٢) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٥٩٩)

[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (١٩٤٩) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٩٢٩)

[4] سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٥١٨)

[5] رياض الصالحين (ص: ٦٢)

[6] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢٠٥٥) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٠٧٠)

[7] إحياء علوم الدين (٢١٦/٤)

[8] سنن أبي داود، رقم الحديث (٣٣٣١) سنن النسائی، رقم الحديث (٤٤٥٥) اس کی سند میں انقطاع ہے۔

[9] مرقاة المفاتيح (١٩٢٢/٥)

[10] سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٤٥١) سنن ابن ماجہ، رقم الحديث (٤٢١٥) اس کی سند میں عبدا بن یزید ضعیف ہے۔ دیکھیں: ضعيف الجامع، رقم الحديث (٦٣٢٠)

[11] سنن ابن ماجہ، رقم الحديث (٢٢٧٤)

[12] صحيح مسلم، رقم الحديث (٤١٧٧)

[13] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٨١٦) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٦٤٠)

[14] سنن أبي داود، رقم الحديث (٤٦٨١)

[15] سنن أبي داود، رقم الحديث (٤٣٣٦) سنن الترمذي، رقم الحديث (٣٠٤٨) سنن ابن ماجہ، رقم الحديث (٤٠٠٦) اس کی سند میں انقطاع ہے، لہٰذا یہ حدیث ضعیف ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: السلسلة الضعيفة، رقم الحديث (١١٠٥)

[16] سنن ترمذي رقم الحديث (3047) اس حدیث کی سند بھی ضعیف ہے، کیونکہ اس میں انقطاع ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب الاطعمۃ، صفحہ: 673

محدث فتویٰ